نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

نذرِ رسول صلعم

فقیر حبیب بن وحید

دیندار انجمن

حبیب بن وحید مبلغ اسلام دیندار انجمن

این ۱۱۶ کورنگی کالونی. کراچی ۳۱ (فون ۳۱۲۳۰۱)

ڈیلٹ پریس کراچی

(١)

حمد اللہ کی ہے شانِ رسولِ عربیؐ — آن اللہ کی ہے جانِ رسولِ عربی

نعت کیا ہو سکے شایانِ رسولِ عربیؐ — پتّہ پتّہ ہے ثنا خوانِ رسولِ عربیؐ

جس نے دیکھا انھیں اللہ کو اسنے دیکھا — دوستو! ہے یہی فرمانِ رسولِ عربیؐ

آپکی ذات ہے "لولاک لما" کا حاصل — جسم عالم کا ہے اور جانِ رسولِ عربیؐ

روحِ قرآن ہے وجدانِ رسولِ عربیؐ — عقل و دانش سبھی قربانِ رسولِ عربیؐ

سارے نبیوں کی کتابوں میں تبدّل تحریف — حفظ و محفوظ ہے قرآنِ رسولِ عربیؐ

وجہِ معراج کو سمجھو اے سمجھنے والو! — "بندگی" صرف تھی سامانِ رسولِ عربیؐ

تم بھی کچھ کہہ کے سمندر میں اضافہ کردو — ذرّہ ذرّہ ہے ثنا خوانِ رسولِ عربیؐ

آنکھ والو ذرا براّق کو دیکھو تو بغور — نفس تھا کشتۂ ارمانِ رسولِ عربیؐ

تقویٰ، ایثار و محبت و اطاعت حق کی — رہرو! کیسا ہے میدانِ رسولِ عربیؐ

آپ ہیں وجہِ ربوبیّتِ عالم بے شک — عرش بھی فرش بھی مہمانِ رسولِ عربیؐ

پھول بوبکرؓ و عمرؓ اور ہیں عثمانؓ و علیؓ — سج رہے ہیں یہ بہ گلدانِ رسولِ عربیؐ

آسمانوں میں زمینوں میں زمانوں میں پھرے — کتنے نایاب ہیں یارانِ رسولِ عربیؐ

تزکیہ نفس کا اور منزلِ تبلیغ و جہاد — اللہ اللہ! یہ میدانِ رسولِ عربیؐ

ہر لمحہ راہ بری کے لئے قرآن و حدیث — فضلِ اللہ کا احسانِ رسولِ عربیؐ

ہم تو ہیں بندۂ بے دامِ رسولِ خاتمؐ — ہر نفس اپنا ہے قربانِ رسولِ عربیؐ

ساری اقوام کو ہے دعوتِ اسلام ہر روز | ایک چیلنج ہے آذانِ رسولِ عربی
سارے نبیوں کی ہے آدم تا مسیحا تصدیق | کامل و جامع ہے ایمانِ رسولِ عربی
"خُلق" تحریر۔ محرّر ہے خداوندِ جہاں | لگ گئے چاند بہ عنوانِ رسولِ عربی
آپ کا۔ آپ کی ہر بات کا اللہ والی | ذاتِ والا ہے نگہبانِ رسولِ عربی
بعد ہجرت کے نبی کوئی بھی آیا نہ وطن | یہ فقط شان تھی شایانِ رسولِ عربی
آسمانوں پہ نظر آئے رسولانِ امم | عرشِ اعظم پہ غلامانِ رسولِ عربی
انبیاء، اولیاء، مہدی و مسیحا سب ہی | فیض والے ہیں بہ فیضانِ رسولِ عربی
یوجوج و ماجوج کے دجّال کے لشکر دیکھو | آؤ میداں میں فدایانِ رسولِ عربی

دیکھئے! دیکھئے! وہ عرشِ معلّیٰ پہ حبیب
جلوہ افروز ہیں دربانِ رسولِ عربی

(۲)

صلوٰۃ و سلام اس پہ لاکھوں کروڑوں | جو آجائے دل میں خیالِ محمد
وہ طائف کا زخمی، وہ مکّے کا فاتح | جمالِ محمد۔ جلالِ محمد
یہ معراج کیا تھی جوابِ خدا تھا | لقائے خدا تھا سوالِ محمد
حبیبِ خدا کی حضوری کا عالم | خدا ہی خدا تھا بہ حالِ محمد
خدا ہی کے گھر میں بتوں کو گرایا | بتاؤ! یہ ہے کیسا کمالِ محمد
کلامِ خدا سیرتِ مصطفےٰ ہے | قرآنِ مجسم افعالِ محمد

مبلّغ، مہاجر وہ غازی مجاہد | دو عالم نچھاور یہ آلِ محمد
یہ بدر و احد جیسے انوارِ عارض | حدیبی صلح جیسے خالِ محمد
یہ بدر و حنین اور صلحِ حدیبی | یہ انوارِ عارض یہ خالِ محمد

حبیبؔ آج مغلوب بیت المقدس
ہے امّت سے ہر دم سوالِ محمد

(۳)

اُمّی پہ ہوا حل تعجب ہے وہ نازل | کیا بات ہے بتلائیں ذرا عالم و قاری
او صاحبِ تنہائے حرا! لائے ہو کو ترا! | کیا جذب ہے اللہ غنی ضرب ہے کاری
اسرار جو گنجینۂ مخفی میں تھے لب بند | اعمال میں ساری ہوئے اقوال ہیں جاری
پہنے ہوئے ممکن کی قبا حسنِ ازل ہے | اور عقل ہے انگشت بہ دنداں بچاری
اے حسنِ ازل! مجھکو بتائیں نا در آپ | یہ کس کیلئے آپ نے صورت ہے سنواری
کیوں غیب و شہادت کے دو لفظوں میں ہیں گم | جلوت میں وہ احمد ہے جو خلوت میں ہے باری
اک ڈور کے دو کونے ہیں اللہ و محمد | عرفان نے تصویر یہی صاف اتاری
اسکی صحیح تفہیم سے ہے عقل تو عاری | وجدان نے بازی یہ کبھی بھی نہیں ہاری
جو غیب میں کن ہر وہ شہادت میں یکوں ہو | یہ بات خود انسان کی فطرت میں ہے جاری
یہ قالب و جاں دیکھنے میں ممکن متصوّر، | "فی الواقعہ" "خود" کیا ہی یہی بات ہے بھاری
ہے غیب و شہادت" ہی فقط کلمہ طیّب | "آئینہ ایام" تجلّی ہے تمھاری

خود غیب میں ہو دیکھنے میں ہے صورتِ راکب   یہ فکر و عمل۔ علم و ہنر سب ہیں سواری
"خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گِلِ کوزہ"   تحقیق کے فرزند! یہی بات ہے ساری
اپنے ہی حجابات اٹھاتا رہا انساں   اپنی ہی تجلّی کی اسے فکر ہے طاری،
جبتک نہ ملا حضرتِ واجب کی انا میں   تحقیق کی منزل میں رہی آہ و زاری
علم و ہنر و حکمت و دانش و ولایت   گرد رہِ منزل ہیں۔ سفر جاری و ساری
دیکھا تو کہیں بھی نہ فنا تھی نہ بقا تھی   گنجینۂ مخفی کی تھی اک ہوّیت طاری
ہر چیز تھی معدوم اسی کا کی چپت سے   غائب تھی اضافت نہ ہماری نہ تمہاری
عرفان ہی اسلام ہے اسکا ہی عدم کفر   خود اسکا محقق بنا خود اسکا پجاری
آدمؑ سے بہ خاتمؐ مرے اللہ کے بندے   قرآن کی آیات ہیں۔ خود اسکے ہیں قاری
او ادنیٰ دا قرب میں دوئی کا ہی گذر کیا   یہ وصل ہے اب موت ہی ہر فصل پہ طاری
اللہ کا اظہار۔ محمدؐ کا سراپا   ہے عالمِ امکان میں تفسیر یہ جاری
لکھنے کو عبارت ہی مگر ایک ہی نکتہ   مفہوم بہ باطن ہی۔ اسی کے ہیں بھکاری
انفُس میں کبھی غوطہ زنی گہر رہی ہے   آفاق میں کرتے ہیں کبھی نجم شماری
پھیلاؤ اس آدمؑ کو تو ممکن کے مظاہر   سمٹاؤ تو چھ فٹ کی ہی صورت یہ پیاری
کلمات میں پھیلا تو نبیوںؑ کے صحائف   سمٹا تو محمدؐ کا کلام ہو گیا جاری،
ہر چیز کا اک غیب ہی اور دوسرا ظاہر   ناظر کی نگہ گہری ہو تحقیق ہو طاری،
حق بات یہ ہی لازم و ملزوم ہیں دونوں   یہ دو نہیں۔ رُخ دو ہیں یہی بات ہی ساری
کیا علمِ کتابی و حجابی میں دھرا ہے   ہے شیشۂ توحید پہ یہ شرک کی آری،
پیٹیں گے گلی کوچے میں توحید کے ڈنکے   افکار میں تفہیم میں خود "اپنے پجاری

مسجود فرشتوں کا ہوا آدمِ طینی،   محروم رہا ان کا وہ علّامۂ ناری
ہر دور اسی قصۂ آدمؑ کا ورق ہے   اک شرط ہو آنکھیں نہ بصیرت سے ہوں عاری
براق ہو جبریل ہو رستے میں چھٹیں گے   راکب تو ہو دیدان میں ڈوبا ہوا ساری
جو علم کے پردوں میں ہی لپٹی ہوئی مستور   وہ دستِ قلندر میں ہو تلوار دو دھاری
تم علم جو سیکھو تو وہ "اسماء" کا سیکھو،   آدمؑ کا یہی فخر۔ یہی تحفۂ باری
آدمؑ سے بہ عیسیٰؑ جو رہا خوابِ مسلسل   احمدؐ سے اسی کی ہوئی تعبیر یہ آری،

سائل کے حبیب آئی کبھی پلّے میں کوئی بات
سننے میں تو آسان۔ سمجھنے میں ہے بھاری

(۴)

بھیجو درود اس ذات پہ اکثر صلی اللہ علیہ وسلم
ساقیٔ یثرب حاملِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم
مقصدِ کنتُ کنزاً یہ تھا۔ غیب کو آخر ہونا تھا ظاہر
ذاتِ محمدؐ اللہ کی مظہر صلی اللہ علیہ وسلم
"اوّل خلقا۔ آخر بعثا" شان ہے تیری اے میرے آقا
نبیوں کے خاتم۔ نبیوں کے مصدر صلی اللہ علیہ وسلم
آدمؑ سے عیسیٰؑ سب ہی کو دیکھا۔ آپکو دیکھا اللہ کو دیکھا
لیس کمثلہٖ آپ کا جوہر صلی اللہ علیہ وسلم

انبیاء سارے انجمِ قومی۔ کہہ یہ گئے تھے قوم سے اپنی
آئے گا دیکھو شمسِ منوّر صلی اللہ علیہ وسلم

الفقر فخری ارشادِ عالی۔ شاہوں کی شاہی تیری فقیری
کسریٰ و قیصر۔ حیران و ششدر صلی اللہ علیہ وسلم

حسنِ ازل نے نبیوں میں آ کر۔ اپنا صفاتی رنگ دکھایا
ذاتِ محمد اللہ کی مظہر صلی اللہ علیہ وسلم

جامع نبی و جامع صلوٰۃ و جامع کتاب و جامع سواری
آپ کی ہے یہ معراجِ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم

او ھو ادنیٰ بندہ میں آیا۔ بندہ خدا کا جھگڑا مٹایا
رأنی رأ الحق ارشادِ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم

حشر کے دن ہیں حاشرِ انساں۔ انساں تو انساں نبیوں کے حاشر
تیرا قلم اور ساروں کے دفتر صلی اللہ علیہ وسلم

روحِ مجسّم۔ نورِ مجسّم۔ خُلقِ مجسّم۔ قرآں مجسّم
شان ہے تیری اللہ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم

افقِ عرب پر شمسِ منوّر نور سے جس کے دنیا منوّر
نبیوں کے انجم حیران و ششدر صلی اللہ علیہ وسلم

دین ترا اللہ کا دیں ہے حزب تری ہی حزب اللہ ہے
قبلہ ہے تیرا اللہ کا گھر صلی اللہ علیہ وسلم

تیری اطاعت اللہ کی طاعت۔ حکم ترا اللہ کا فرماں
وحیِ خدا ہے قول سراسر صلی اللہ علیہ وسلم

براق و رفرف تیری سواری لاحد سفر میں جاری و ساری
پرواز خود ہے حیران و ششدر صلی اللہ علیہ وسلم

عالم کو تو ہے کافی و شافی ہستی ہے تیری ناسِ جمیعا
امت چنندہ اعلیٰ و برتر صلی اللہ علیہ وسلم

تیرا قرآں بھی ساروں کو کافی ساری کتب کا یہ ہے محافظ
کون و مکاں کا لاریب دفتر صلی اللہ علیہ وسلم

اصحاب تیرے نبیوں کے مظہر ساری زمیں ہے تیرا مصلّیٰ
مالِ غنیمت طیّب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم

لولاک جس کی شان میں آئے نعت میں اسکی کیا کیا بیاں ہو
ختم ہوئے سب نطق کے جوہر صلی اللہ علیہ وسلم

آپ مزکّی آپ معلّم آپ کی حکمت شہرۂ عالم
بھولے سبق کو پڑھوایا آکر صلی اللہ علیہ وسلم

عشق نے دامن تھاما ہے تیرا عشق نے منزل پالی دیں کی
عقل کے بندھن رہ گئے کٹ کر صلی اللہ علیہ وسلم

بندگی کیسی کیسی خدائی آپ ہی اپنی لیلا رچائی
اللہ آیا بندہ میں چھپ کر صلی اللہ علیہ وسلم

تیری رضا بس میری رضا ہے اک یہی شہزادے کی دعا ہے
قدموں پہ تیرے کٹ جائے یہ سر صلی اللہ علیہ وسلم

۵

نہ مے ہے باقی، نہ جام باقی، نہ بزم و ساقی کا نام باقی
تقاضۂ جذبِ اندروں ہے کہ پھر سے محفل سجائیے گا
نہیں تری بے نیازی مانا، یہ انکی غفلت نے دن دکھائے
خطائے مسلم کو اپنی دامانِ عافیت میں چھپائیے گا
جمودِ محفل کی انتہا تھی، نہیں تھا شوقِ وصالِ ساقی
مگر تڑپ کا ہے اب یہ عالم، ابھی اسی وقت آئیے گا
ہزاروں ایسے ہیں اس جہاں میں جنھیں ہے بیتابیٔ نظارا
تقاضۂ ہر نفس نفس ہے، نقاب رخ سے اٹھائیے گا
وفورِ شوقِ وصال تو یہ، عجب دلوں کا ہے حال تو یہ
وصال کیا ہے محال؟ توبہ! پیاس ان کی بجھائیے گا
ہے پشتِ اسپِ زمانہ خالی، سوار ہو رشکِ شہسواری
یہی ہے آوازِ اہلِ دنیا، امامِ وقت آپ آئیے گا
رہے نہ منت کشِ تماشائے غیر یہ دیدۂ مسلماں،
ہزار جلوے تجلیوں میں جس کے ہوں ایسا جلوہ دکھلائیے گا

جبینِ مسلم کی سجدہ ریزی خراجِ اغیار بن گئی ہے
اسے شناسائے آستانِ رسولِ اکرمؐ بنائیے گا
خوش آمدید اے ظہورِ مہدی! کہ پھر سے تبیانِ رشد و غی ہو
کسی کو آکر ترائیے گا، کسی کو آکر ڈبائیے گا
ہزاروں پیاسے ہیں نزدِ دریا مگر ہے غائب نظر سے دریا
یہی زمانہ ہے آئیے گا بصیرتوں کو جگائیے گا
زمانہ پھر چاہتا ہے ساقی، گھڑی گھڑی کا یہ دور کیوں ہو
سرور جس کا رہے ابد تک، شراب ایسی پلائیے گا
وہیؐ جو عنوانِ ہفت عالم، وہیؐ جو محبوبِ ربِ اکرم
وہیؐ کہ لولاک شان جس کی، اسی کے جلوے دکھائیے گا
زباں زدِ خاص و عام ساقی، کہاں ہیں ساقی؟ کہاں ہے ساقی؟
یہی ہے وقتِ ظہورِ ساقی، یہ انجمن کو سنائیے گا
حقیقتوں کے نقاب الٹ دوں، فقط یہی ایک شرط ہوگی
خرد سے دامن بچا بچا کر بجانبِ عشق آئیے گا
بدست جام و مے و مینا جو آئے ساقی، نہ ہونا غافل
نگاہ لبیک و نعت برلب، جبینِ سر کو جھکائیے گا
کچھ ایسی شانِ کرم ہو ساقی، کوئی نہ محرومِ لطفِ مے ہو
خودی کے رازوں کو فاش کرنے، ہر اک کو بے خود بنائیے گا

حبیب کو ہے یقینِ محکم، کریں گے خلوت کے چاک پردے
کبھی جو محفل سجی تھی پہلے، وہی دوبارہ سجائے گا

۶

وہ محبوب جو دل سے منسوب ہے   بہت خوب، موجود مرغوب ہے
وہ ظاہر بھی ہے اور مستور بھی   وہ نزدیک بھی اور ہے دور بھی
جھمیلوں میں دنیا کے مفقود ہے
تقاضوں میں فطرت کے موجود ہے
عروسِ جہاں تیری رعنائیاں   چکا چوندھ ہیں جن پہ بینائیاں
فسوں کو حقیقت سمجھتے رہے   طبیعت کو فطرت سمجھتے رہے
نگاہا! فریبِ زمانہ غضب   الٰہانِ باطل محبت کے رب
محبت کی ضربوں میں تقسیم تھی   اکائی میں شرکت کی تفہیم تھی
خرافات کرتے تھے دلجوئیاں   حقیقت کو افسوں نے دیں لوریاں
تقاضوں نے فطرت کے تھی نیند لی   یہ تھی صورتِ موت یا زندگی
رہا ایک مدت یہی سلسلہ،
رہے ملکِ اللہ پہ قابض الٰہ
یکایک حقیقت نے انگڑائی لی   محبت کو اک دم پھریری چڑھی
تقاضے دروں کے چمکنے لگے   محبت کے شعلے بھڑکنے لگے

ہوئیں پیدا اندر سے بیداریاں   فریبِ زمانہ سے بے زاریاں
براہین وحدت کے آتے رہے   تعین تکاثر کے جاتے رہے
نگہ جو کہ تھی سائرِ کائنات   پلٹ کر وہ لوٹ آئی پھر سوئے ذات
بروں تھا مجاز اور حقیقت دروں   یہ علم آگیا، پاگیا میں سکوں
زمیں شاد ہے آسماں شاد ہے
غرض آج سارا جہاں شاد ہے
تجلّی میں فطرت کی میں کھو گیا   دل آرام کی نیند سے سو گیا
جو مطلوب تھا اور مقصود تھا   اسی دل کی وسعت میں موجود تھا
قسم اے حبیبِ محبت قسم
مری ہستی ہے تیری ہستی میں ضم

۷

اٹھائے آج پھر سر پہ زمین و آسماں میں نے
قفس میں چھیڑ دی ہے پھر چمن کی داستاں میں نے
دھندلکے میں رہِ جذب و محبّت کے بھی دیکھی ہیں
امّید و آس کی ہر گام پہ تابانیاں میں نے
مقامِ بندگی کی ششِ جہتیں تیرے لئے قید ہیں،
وہیں معبود کو پایا جھکے سجدے جہاں میں نے

ذروں نا آشنائی سے بڑوں کی جُبّہ سائی سے
سفینے ڈوبتے دیکھے سمندر میں یہاں میں نے

لُٹا کر ساری خوشیاں زندگی کی اور پھر خوش ہوں
بہت ہی صاف رکھا ہے حسابِ دوستاں میں نے

فلک خود جانتا ہے قدرِ خس ہائے نشیمن کی
کہ حاصل کیں صلے میں ان کے کتنی بجلیاں میں نے

وہ بادل بن کے منڈلانے لگی ہیں آج دنیا پر
اُڑائی تھیں جنونِ عشق میں جو دھجیاں میں نے

ستاروں کی طرح رخشاں ہیں دل کے داغ سینے میں
کیا ہے صفحۂ دل کو برنگِ آسماں میں نے

لپٹ جاتے ہیں دل سے رنج و غم پروانہ وار آکر
کہ سوزِ عشق سے روشن کیا فانوسِ جاں میں نے

وہی شبنم کا رونا ہے وہی ہیں قہقہے گُل کے
ازل سے آج تک دیکھا یہ رنگِ گلستاں میں نے

ترا اثبات یا خود میرا ذوقِ دید تھا ہر سُو
تو ہی موجود تھا ہر جا، نگہ ڈالی جہاں میں نے

صفاتِ صبغۃ سے رنگین ہیں اللہ کے بندے
جبینِ کہکشاں پر دیکھ لی یہ کہکشاں میں نے

وفورِ شوق و جذبِ صادق و ایثار و سبقت میں
زباں دانوں کو پیچھے کر دیا ہے "بے زباں" میں نے

مجھے کہنے لگی رُوحِ حسینؑ کربلا اک دن ،
وہاں لاشے ہی لاشے تھے دیا تھا سر جہاں میں نے

جبینِ خاک آلودہ کی تابانی کے کیا کہنے
کہ دیکھے ذاتِ والا کے کئی جلوے وہاں میں نے

حقیقت تلخ ہوتی ہے مگر اس سے محبت ہے
پئے ساقی کے ہاتھوں سے کئی جامِ تپاں میں نے

کبھی اس مختصر دل میں کئی طوفاں اُٹھتے دیکھے
کبھی ان پیاری آنکھوں سے کیے دریا رواں میں نے

کوئی منزل کوئی رسمِ رہِ منزل سے نا واقف
بڑے مایوس دیکھے ہیں ہزاروں کارواں میں نے

حبیب اک ساتھ دیکھے ہیں ہزاروں بار دیکھے ہیں
کئی لاشے گلوں کے اور کئی غنچے جواں میں نے